حالات و واقعات

عارف باللہ، واقف اسرار ربانی، مرید حضرت شیر ربانی، فیض یافتہ حضرت کرماں والہ رحمہم اللہ تعالیٰ

مولانا چراغ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مرتبہ

انجینئر بابر سہول

باہتمام

محمد عبد الرؤف نورانی

مکتبہ فاروقیہ رضویہ

عارف باللہ، واقفِ اسرارِ ربانی، مریدِ حضرت شیرِ ربانی، فیض یافتہ حضرت کرمانوالہ

حضرت مولانا مولوی چراغ دین رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

انجینئر بابر سیہول

ناشر

مکتبہ فاروقیہ، لاہور

فون# 6826970

سلسلہ اشاعت نمبر

نام کتاب: **مولانا مولوی چراغ دین** صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف: **انجینئر بابر سہول**

پروف ریڈنگ: مولانا محمد یسین قصوری

طابع: صاحبزادہ محمد عبدالرؤف - صاحبزادہ محمد فاروق

کمپوزنگ: الحجاز کمپوزرز، اسلام پورہ لاہور فون: 7225944

ہدیہ:

پرنٹنگ: مدنی گرافکس اینڈ پرنٹرز 16۔ایبک روڈ نیوانارکلی لاہور
فون: 0300-4401219

کتاب ملنے کا پتہ

1- مکتبہ فاروقیہ، جامعہ فاروقیہ رضویہ - گوجر پورہ، باغبانپورہ، لاہور فون: 6826970

2- ادارہ علم وادب، والٹن، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب:

استاذی و مرشدی، رہبرِ شریعت و پیرِ طریقت، شیخ القرآن والحدیث والتفسیر، صوفیٔ باصفا، پیکرِ عجز و انکسار، مجسمۂ سادگی، عالمِ باعمل، نشانِ سلف صالحین، پاسبانِ مسلک اہل سنت وحنفیت، مؤید و عامل تحقیقاتِ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ، بانی و مہتمم جامعہ فاروقیہ رضویہ پنج پیر گھوڑے شاہ روڈ لاہور حضرت علامہ مولانا **عبدالغفور** نقشبندی قادری شرقپوری مدظلہ العالی کے نام۔

فہرست

پیش لفظ:

ایک ولی کامل، عارف باللہ، واقفِ اسرارِ ربانی، مریدِ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، فیض یافتہ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ، حافظ القرآن مولوی چراغ دین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کو عوام تک پہنچانے کی میری یہ عاجزانہ کوشش درحقیقت استاذی ومرشدی مولانا مفتی عبدالغفور مدظلہ العالی کے ارشاد کی تعمیل ہے۔

استادِ محترم مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سے بچپن سے آگاہ ہیں اور انکے والدِ گرامی میاں تاج دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سفر و حضر کے ساتھی رہے ہیں۔ جبکہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مقربین کا تعلق بھی استادِ محترم کے آبائی گاؤں دوگیچ سے ہے۔مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان حضرات نے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد اور ان کے ارشادات واحوال کا تذکرہ تازہ رکھا اور معتقدین مستفید ہوتے رہے۔مگر اب جبکہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس دارِ فانی سے رحلت فرمائے تقریباً نصف صدی ہونے کو ہے اور انکے یہ مقربین بھی رفتہ رفتہ داعیءاجل کو لبیک کہتے چلے جارہے ہیں ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات واحوال وکرامات کو آنے والی نسلوں کے استفادہ کیلئے محفوظ کرلیا جائے۔اسی کے پیشِ نظر استادِ گرامی مولانا مفتی عبدالغفور مدظلہ العالی نے ان تمام احباب سے مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے احوال کی تدوین کا باقاعدہ اہتمام ۱۹۹۱ء میں شروع کروایا، جسے قلمبند کرنے اور محفوظ رکھنے کا شرف راقم کو حاصل ہوا۔ راقم ان مختصر حالات کی تدوین وترتیب کے بعد انہیں عقیدتمندوں کی خدمت میں پیش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سعیء ناچیز کو قبول فرمائے اور آخرت میں بھی ان صالحین کا قرب عطا

فرمائے۔

میری اس متواضع کوشش میں محترم مولوی محمد امین صاحب، مولوی محمد یسین قصوری اور خصوصاً ہمشیرہ پروفیسر سلمہ سیہول صاحبہ مصنفہ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ ترتیب میں بہت ممد و معاون رہے۔ میں ان تمام کا اس تعاون پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین!

انجینئر بابر سیہول
فون# 042/6850798

۳۰/نومبر ۲۰۰۰ء
۳/رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ

مولوی چراغ دین رحمۃ اللہ علیہ

حالاتِ زندگی:

آپ موضع کیرانوالی ضلع گوجرانوالہ میں ملک برادری میں پیدا ہوئے، حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا- آپ حافظ قرآن بھی تھے-حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کیا اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ۱۹۳۵ء میں مسجد نور کو آباد کرنے کی غرض سے مغلپورہ، لاہور میں تشریف لائے اور تاحیات مسجد نور مغلپورہ، لاہور میں امامت و خطابت اور اشاعت دین کے فرائض سرانجام دیتے رہے-آپ کا وصال بھی ۸۵[1] سال کی عمر میں مسجد نور میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے-

حلیہ مبارک:

آپ کا رنگ گندمی، قد میانہ، رفتار و چال میانہ، سنت کے مطابق چہرے پر داڑھی شریف، محبت شیخ سے دل سرشار، ہر معاملہ میں سنت نبوی ﷺ اور تعلیمات مرشد کی جستجو اور عمل، لباس سادہ و سفید، ایک ٹانگ میں معمولی ضعف، ہاتھ میں عصا جس کے سہارے چلتے، آخری وقت تک نظر بحال اور ۸۵ سال عمر ہونے کے باوجود ریش مبارک بالکل سیاہ تھی-

گھڑ سوار پنڈت کی پیشین گوئی:

مہر عبداللہ آف دوگیچ شریف بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب نے بیان فرمایا

[1] مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دریائے نیل جاری فرمانے کا واقعہ پنجابی زبان میں قلمبند فرمایا جو چند صفحات پر مشتمل تھا، اس میں آپ نے اپنی عمر شریف 80 سال درج فرمائی تھی- اسکے چند سال بعد آپ نے وصال فرمایا- بندہ نے کافی کوشش کی کہ یہ اشعار مل جائیں لیکن افسوس آپکے یہ اشعار پڑھنے والے بھی محفوظ نہ رکھ سکے حالانکہ یہ اس وقت چھپے بھی تھے-

کہ ایک مرتبہ میں بچپن میں مدرسہ سے حفظ کرنے کے بعد آ رہا تھا کہ ایک گھڑ سوار پنڈت جاتے جاتے میرے پاس رک گیا اور کہنے لگا ''ارے لڑکے تیرا پیر تجھ پر بہت راضی ہوگا''[1]

ا۔ کسی کافر کا غیبی خبر دینا ''استدراج'' کہلاتا ہے۔ نیز حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ اپنے خلیفۂ مجاز حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا تھا کہ ''شاہ صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھوں ایک بڑی بابرکت مسجد آباد کروائیں گے، جسے ہمارے سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگوں حضرت باقی باللہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعمیر فرمایا ہے۔'' لہذا حضرت کرمانوالہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس ''مسجد نور'' اداریکس کالونی، غازی آباد مغلپورہ لاہور'' کی آبادکاری کے لئے مولوی چراغ دین رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھیجا۔ اور اب اس کا انتظام و انصرام پیر سید طیب علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ ''حضرت کرمانوالہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پوتے'' فرما رہے ہیں۔

1۔ مسجد نور

جامع مسجد نور جو مغلپورہ لاہور میں مغلپورہ ریلوے پھاٹک کے قریب، غازی آباد (جو پہلے کمہار پورہ کہلاتا تھا) کے علاقے میں واقع ہے، یہ وہ عظیم مسجد ہے جس میں مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سالہاسال امامت و خطابت اور اشاعتِ دین کے فرائض انجام دیے اور اسی مسجد میں عوام کی اصلاحِ نفس و احوال، تعلیم و تربیت، رشدو ہدایت اور تقسیمِ دولتِ عشقِ رسول ﷺ کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپکے وصال کی گھڑیاں بھی اِسی ''مسجد نور'' کی مقدس و بابرکت زمین پر آئیں، آپ مدفون بھی یہیں ہیں۔

مسجد نور میں آنے کا پس منظر:

جناب بابا عبداللہ آف دو گنج شریف، لاہور کا بیان ہے کہ حضرت مولانا چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد نور میں آنے کا واقعہ بیان فرماتے ہیں: ہم تین آدمی حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب خلیفہ مجاز حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت نے ایک خادم کو یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ جو تین آدمی بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے جو اچھا لگے اس کو لے آؤ۔ چنانچہ اس شخص نے ہمارے قریب کھڑے ہو کر کچھ توقف کیا اور میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ مولوی صاحب! آپ آجائیں، پس میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''مولوی جی! جنگل وچہ بندہ بہہ کے اللہ، اللہ کرے تے بڑی گل اے'' (یعنی مولوی صاحب اگر بندہ جنگل میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو بڑی بات ہے) مولوی صاحب نے جواباً عرض کیا: ''حضور! بالکل اسی طرح ہے'' اس کے بعد حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر ان کو ساتھ لے گئے۔ رات کو حضرت صاحب نے خواب میں ایک مسجد دکھائی، اس مسجد کو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنے مقدس ہاتھوں سے تعمیر فرمایا تھا۔عرس مبارک کے بعد حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: ''جاؤ،اب لاہور چلے جاؤ اور مغلپورہ ریلوے اسٹیشن پر اتر جانا'' چنانچہ میں نے حکم کی تعمیل کی-ایک مسجد جو پرانا گنج مغلپورہ نزد کمہار پورہ ریلوے لائن کے درمیان واقع تھی اس میں آیا تو پتہ چلا کہ یہ وہی مسجد ہے جو حضرت نے رات کو خواب میں دکھائی تھی۔اس وقت اس مسجد کو ''چٹی'' مسجد کہتے تھے اور اب ''مسجد نور'' کے نام سے مشہور ہے۔مولانا چراغ دین صاحب نے بتایا کہ مسجد کے اطراف کے دونوں حجرے گرے ہوئے تھے اور کمہار اپنے گدھے مسجد کے اندر باندھتے تھے اور سٹہ بازی بھی ہوتی تھی- بہرحال میں نے مسجد کی صفائی کی اور وضو کر کے اذان پڑھی اس طرح آہستہ آہستہ کچھ لوگوں کا اس طرف رجحان ہونا شروع ہوگیا۔تو پھر کیا تھا جس طرف نظر اٹھتی مخلوق خدا ہی نظر آتی تھی۔عارف کامل حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا:

ہر کجا چشمہ بود شیریں
مردم و مرغ و مور گرد آئند

مسجد نور اولیاء کبار کی عبادت گاہ:

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری المعروف حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد نور کے حوالے سے فرمایا: یہ مسجد بڑی بابرکت ہے یہاں حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہم جیسے بزرگانِ سلسلہ اور درویشِ کامل ذکر الٰہی میں مصروف رہے ہیں۔

مسجد نور کی ایک ایک اینٹ کا ذکر الٰہی میں مشغول ہونا:

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد نور کی عظمت و شان بیان فرماتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا: ''اس مسجد (مسجد نور) کی ایک ایک اینٹ ذکر

الٰہی میں مشغول ہے۔"[1]

کنویں کی آبادکاری:

ایک دفعہ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف سے عرس مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی سالانہ تقریبات سے واپسی پر سرزمینِ لاہور تشریف لائے اور چند ایام مسجد نور میں قیام فرمایا۔ ایک دن آپ چہل قدمی کرتے ہوئے مسجد کے جنوب کی طرف ایک مقام پر رک گئے اور فرمایا: اس مقام پر ایک بہت بڑا کنواں ہے اور یہ کنواں بھی انہیں بزرگوں کا بنایا ہوا ہے، جن کے ہاتھوں سے اس بابرکت مسجد کی تعمیر ہوئی تھی، لہذا یہ کنواں بھی کھود کر چالو کیا جائے اور اس سے آبپاشی کا کام لیا جائے۔ آپ کے حکم سے مقررہ جگہ سے دس فٹ کھدائی کرنے پر واقعی ایک بہت بڑے کنویں کے آثار ظاہر ہو گئے۔ جسے آباد کر دیا گیا۔[2]

انگریز افسر کا معافی مانگنا:

جب ریلوے حکام نے لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ دیکھا تو مسلمانوں کو روکنے کے لیے ریلوے حکام نے مسجد کے راستے میں خاردار تاریں لگا دیں۔ حضرت مولوی صاحب نے پیدا ہونے والی نئی صورتحال کے بارے میں حضرت سید اسماعیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تو شاہ صاحب نے فرمایا: تم خاموشی سے اپنے کام میں مصروف رہو، اسی رات جس انگریز افسر کے حکم سے تاریں لگوائی گئی تھیں، کے ساتھ عجیب و غریب واقعہ پیش آیا وہ اس طرح کہ رات کو چارپائی پر سویا لیکن سو نہ سکا بلکہ چارپائی سے بار بار گرتا رہا۔ صبح کو وہ انگریز افسر حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا اور یوں کہا: "مجھے علم نہیں تھا کہ یہاں کے پادری

---

[1] اب یہ مسجد آبادی میں آچکی ہے، اس میں نماز پنجگانہ اور نماز جمعۃ المبارک باقاعدگی سے ہوتی ہے۔

[2] اب یہ کنواں بے آباد ہے، اور بند [illegible]

(علماء) بہت بزرگ ہیں۔'' اور ساتھ ہی اس نے خاردار تاریں اتارنے کا حکم دے دیا اور مسجد کا راستہ کھول دیا۔

مسجد نور کے درختوں کو دیکھنے سے رقت طاری ہونا:

مولوی صاحب علیہ الرحمہ کے خادم خاص حضرت میاں تاج دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان[1] ہے کہ جب مسجد نور میں مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے ریلوے لائن کی پٹڑی[2] پر چڑھتا تو مسجد نور کے درختوں کی اوپر والی شاخیں نظر آتیں تو مجھ پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔

مسجد نور کی اولیاء کے ہاتھوں تعمیر:

میرے استادِ محترم مولانا مفتی محمد عبدالغفور صاحب نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مولوی قربان علی صاحب کے زمانہ میں محمد دین (پنکھوں والا) نے نماز جمعۃ المبارک مسجد نور میں ادا کی تو انہوں نے کہا کہ آدمیوں کے حساب سے یہ مسجد بہت چھوٹی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس کو شہید کر کے بڑی مسجد تعمیر کر دی جائے۔ مولوی قربان علی صاحب نے جواباً کہا: میں حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف حضرت کرمانوالہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسجد کی توسیع کے حوالے سے عرض کروں گا۔ چنانچہ وہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسجد نور کی تعمیر نو کے حوالے سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: کہ ٹھیک ہے کہ وہ بہت عالیشان اور وسیع مسجد تعمیر کر دیں گے لیکن حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہما اللہ کے ہاتھ کہاں سے لائیں گے؟''

---

[1] راقم کو استادِ محترم کے ہمراہ بہت سا وقت حضرت میاں تاج دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزارنے کی سعادت حاصل ہے، میں نے انہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں اس مقام پر پایا کہ آج پیری کے دعویدار بڑے بڑے لوگ اس سے بڑی حد تک تہی داماں ہیں۔

[2] ریلوے [illegible]

2۔احوال وآثار

حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ کے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روابط:

میاں تاج دین صاحب کا بیان ہے کہ حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا: "بیلیو! ساڈا اک بیلی جنگل وچ ڈیرہ لا کے بیٹھا اے، اوہدے کول جایا کرو۔" اسکے بعد میں نے مولوی صاحب کی خدمت میں جانا شروع کر دیا۔

مستری محمد شریف ساکن دو گیج لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ صاحبزادہ سید محمد علی شاہ مولوی چراغ دین سے ناراض ہو گئے تو مولوی صاحب حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپکی ناراضگی کے بارے عرض کیا تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے "کہ مولوی صاحب ہمارے آپس میں تعلقات تو قائم ہیں نا!

مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور میاں تاج دین:

استادِ محترم بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب انکے والد میاں تاج دین[1] کو اکثر جب کہیں سفر پر جاتے تو ساتھ لے جاتے اور بعض دفعہ فرماتے "تاج دین بندے تو ساتھ جانے کیلئے بہت مل جاتے ہیں لیکن طبیعت کے موافق آدمی نہیں ملتا۔"

کامل ہونے کے باوجود بیعت نہ فرمانا:

استادِ محترم مولانا عبدالغفور مدظلہ العالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا چراغ

ا۔استاد محترم مولانا عبدالغفور مدظلہ العالی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے محمد حسین وغیرہ ناظرہ کے طلباء کو کوئی پیغام دے کر والد صاحب (میاں تاج دین) کے پاس بھیجا تو میں نے دیکھا کہ بچے تو مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام دے رہے تھے اور والد صاحب ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔

دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ عارف کامل ہونے کے باجود کسی کو بیعت نہ فرماتے بلکہ شرقپور شریف، کرمانوالہ شریف اور گھنگ شریف میں بھیج دیتے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولوی صاحب نے ادباً ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہوتے ہوئے اپنے آپ کو اس قابل ہی نہ سمجھا اور لوگوں کو بہتر سے بہتر شخصیت کے پاس بھیجنے کی کوشش فرمائی۔

بیعت کا معیار:

مستری محمد شریف ساکن دو گیج لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ ''جس شخص کو زمین اور آسمان کے درمیان کا حال معلوم ہو وہ مرید کر سکتا ہے اور وہ بھی چند آدمیوں کو[1]۔''

انگریزی شکل وصورت سے نفرت:

خادم محمد یعقوب صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص بچہ اٹھائے ہوئے حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: ''حضور! یہ بچہ بیمار ہے لہٰذا اسے دم فرما دیں''۔ اس بچے کے بال بڑے بڑے اور انگریزی (بودے) رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''تم بچے کے بال کٹوا دو تو بچے کو آرام آ جائے گا''۔ اس نے عرض کیا: ''حضور! یہ بچہ میرا نہیں ہے''۔ آپ نے فرمایا: ''لے کر تم ہی آئے ہو۔ اگر ایسا کرنے سے بچہ ٹھیک نہ ہوا تو واپس میرے پاس لے آنا''۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ محمد یعقوب صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور اس نے عرض کیا: ''حضور! میری والدہ علیل ہیں، دعا فرمائیں!'' آپ نے فرمایا: ''تم داڑھی رکھ لو تو تمہاری والدہ صاحبہ ٹھیک ہو جائیں گی، اگر آرام نہ آئے تو میرے پاس آ جانا۔''

۱۔ یہ اگرچہ قاعدہ یا شرط نہیں ہے لیکن مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے اپنا ایک معیار تھا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے پیشوا کا ادب واحترام:

جناب مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سفر وحضر کے ساتھی اور خادم خاص حضرت میاں تاج دین صاحب آف دوبیچ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ داڑھی منڈا پتلون پہنے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کا بہت ادب واحترام کیا۔ اس پر آپ کے ایک خادم خاص بابا نور محمد صاحب کو بہت اعتراض ہوا کہ مولوی صاحب نے داڑھی منڈے شخص کو چارپائی پر بٹھایا ہوا ہے۔ میاں تاج دین صاحب کا کہنا ہے کہ مہمان کے جانے کے بعد مولوی صاحب نے فرمایا: کہ میرا دل چاہتا تھا کہ اس (خادم) کا سر پھاڑ دوں، میں نے تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھا ہے۔ یاد رہے کہ آنے والا شخص حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھا۔

عورت ومرد کا داخلہ:

آپ کا رعب وجلال اس قدر تھا کہ کسی عورت کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ وہ ریلوے لائن سے نیچے بھی اتر جائے، اور مرد ننگے سر آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکتا تھا۔

عورتوں سے بچنا:

میاں تاج دین آف دوبیچ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور میں نے اوکاڑہ سے حضرت کرمانوالہ آنا تھا۔ ٹانگے کا انتظار کرنے لگے۔ جو بھی ٹانگہ آتا اس میں عورتیں ہوتیں تو مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے "تاج دین اس ٹانگے میں بیٹھنا جس میں عورتیں نہ ہوں"۔ آخر کار ایک ٹانگہ بغیر عورتوں کے مل گیا اور اس طرح ہم حضرت کرمانوالہ پہنچے۔ بعض اوقات فرماتے کہ ان عورتوں کی وجہ سے تو میں 14 سال سے گھر نہیں گیا۔ سرکار شرقپوری حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کرمانوالہ سے بھی فرمایا تھا کہ "شاہ صاحب عورت سے بچنا بیشک وہ 70 سال کی بوڑھی کیوں نہ ہو"۔ (اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورت سے بات نہیں کی جاسکتی۔ باپردہ عورت بات

کر سکتی ہے مسئلہ وغیرہ پوچھ سکتی ہے لیکن یہاں ان بزرگوں کا اپنا تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔)

سٹہ بازوں سے نفرت:

میاں تاج دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ خود مولوی صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اکیلا دوپہر کے وقت بیٹھا ہوا تھا۔ تین چار آدمی دور سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ میں نے جان لیا کہ یہ سٹہ باز ہیں۔ میں نے اونچی آواز سے کہا کہ اندر سے میری کھونٹی لاؤ تا کہ میں ان کا علاج کروں۔ میرا یہ کہنا ہی تھا کہ وہ سب کے سب بھاگ گئے، اور جا کر کھونٹی کا نمبر لگا دیا۔ جس سے وہ سٹہ جیت گئے۔ دوسرے دن وہ مٹھائی کی ٹوکریاں بھر کر لے آئے۔ میں نے نہ کھائی اور واپس بھیج دیا اور کہا کہ نکل جاؤ۔

مولانا عبدالغفور مدظلہ العالی پر بچپن میں خصوصی شفقت:

استاد صاحب، مولانا عبدالغفور مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوبیج تشریف لائے۔ جب واپسی پر روانہ ہوئے تو مجھے بھی اپنے ساتھ کار میں بٹھالیا اور گاؤں سے کچھ فاصلہ پر اتار دیا اور فرمایا ''لو اب دوڑ جاؤ''، میں بھاگ کر گاؤں آ گیا۔

استاد صاحب فرماتے ہیں کہ جب والد (میاں تاج دین صاحب) مجھے سائیکل پر بٹھا کر مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لاتے تو واپسی پر آپ فرماتے ''کہ تاج دین! اب تم نے جانا ہے۔ والد صاحب عرض کرتے ''جیسے آپ فرمائیں۔'' اس پر فرماتے ''اچھا! تم جاتے رہو۔'' والد صاحب فوراً سائیکل پکڑتے اور جلدی سے روانہ ہو پڑتے۔ انہوں نے کبھی مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ عرض نہیں کیا تھا کہ میرے ساتھ عبدالغفور بھی آیا ہوا ہے۔ اس کو لے جاؤں یا یہ کس کے ساتھ آئے گا؟ بعض اوقات خود ہی مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ''تاج دین تم جاؤ عبدالغفور پھر آجائے گا یا عبدالغفور کو بھی ساتھ لے

جاؤ۔ کبھی بعد میں والد صاحب کے پیچھے کسی آدمی کو بھیج دیتے اور فرماتے کہ تاجدین سے کہو کہ عبدالغفور کو بھی ساتھ لے جائے''۔ استاد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے مجھے مسجد نور میں ہی رکھ لیا اور رات کو بڑی اچھی قسم کا آلو بخارا دیکر فرمایا ''یہ کھاؤ اور اس چارپائی پر جا کر سو جاؤ''۔ میں نے حسب ارشاد کچھ تو کھایا اور باقی ماندہ اپنے سرہانے رکھ کر سو گیا۔ جب صبح اٹھا تو بچا ہوا آلو بخارا میرے کپڑوں کو لگ چکا تھا۔

ایک مرتبہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ استاد صاحب کو فرمانے لگے ''کہ عبدالغفور تاجدین سے کہنا کہ کل ہل لیکر آئے کیونکہ کھیت وتر آ چکے ہیں۔'' میں جب گھر گیا تو بالکل بھول ہی گیا اور آپ کا پیغام دینا یاد ہی نہ رہا۔ اگلی دفعہ جب بسلسلہ گیارہویں شریف بڑی خوشی میں مولوی صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر ہوا تو سب نے باری باری سلام کیا جب میری باری آئی تو جتنی خوشی سے میں مصافحہ کرنے لگا تو اتنی ہی ناراضگی سے فرمانے لگے ''کہ میں نے تم سے سلام نہیں لینا'' میں یک دم بڑا پریشان ہوا۔ آپ والد صاحب اور دیگر افراد سے فرمانے لگے ''جاؤ کام کرو اور عبدالغفور ادھر ہی رہے۔'' خیر میں بیٹھ گیا تو آپ فرمانے لگے ''تم نے ہمارے کھیت خشک کر دیے ہیں! میں نے تمہیں ہلوں کیلئے کہا تھا۔'' میں نے عرض کیا ''حضور مجھے یاد ہی نہیں رہا۔ اس کے بعد مزید اضافہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہل تو بڑوں نے ہی لانے تھے'' اس پر مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جوش میں آ گئے اور فرمانے لگے ''کون بڑا! ادھر کوئی بڑا نہیں تم بڑے ہو۔''

ایک دفعہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ استاد صاحب سے فرمانے لگے ''جاؤ اندر کمرے سے بندوق لے آؤ۔ میں لے آیا۔ یونہی باری باری مجھ سے کمرے سے تلوار، پستول، غلیل وغیرہ (تقریباً پانچ چیزیں) منگوائیں۔ میں نے یہ سب چیزیں لا کر آپ کے پاس رکھ دیں تو آپ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے ''یہ ساری چیزیں میں نے تمہیں دے دینی ہیں۔'' اس کا مطلب مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی جانیں۔

استاد محترم مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ میں تقریباً تیسری جماعت میں پڑھتا تھا جب سے میرے والد میاں تاج دین صاحب مجھے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لیکر آتے تھے۔ جب میں جماعت ششم میں تھا تو مجھے شرقپور شریف میں میرے دادا جان (میاں جلال دین صاحب مرید حضرت میاں شیر محمد، سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ) حضرت میاں غلام اللہ ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا "حضور عبدالغفور کو داخل کر لیں" اس پر آپ نے پہلے مجھے بیعت فرمایا اور بعد میں جامعہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں داخل کیا۔" پڑھنے کے زمانے میں میں اساتذہ کا ادب جس انداز میں کرتا تھا وہ مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آنے جانے کی وجہ سے تھا۔ ایک مرتبہ میرے استادِ محترم مربی و محسن علامہ مولانا مفتی حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے "یہ ادب کی باتیں تمہیں کون بتاتا ہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دُنیا میں تم پہلے بھی رہ کر گئے ہو۔"

اہل دوگیچ پر خصوصی شفقت:

مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اہل دوگیچ سے بہت شفقت و محبت فرمایا کرتے تھے۔ آپ گیارہویں شریف کے موقع پر فرمایا کرتے: "دوگیچ والے بیلیاں نوں پہلوں کھانا کھلاؤ۔" کیونکہ یہاں سرکار شرقپوری حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید حضرت میاں جلال الدین صاحب مرحوم و مغفور رہتے تھے اور حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس تین بار تشریف لائے تھے۔ نیز میاں جلال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے میاں تاج دین صاحب حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور مولوی چراغ دین صاحب کے سفر و حضر کے ساتھی ہیں۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بھی تقریباً چار مرتبہ دوگیچ شریف تشریف لے گئے تھے۔ نیز سید محمد ابراہیم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت شیر ربانی بھی کئی مرتبہ تشریف لا چکے تھے۔[1]

1۔ مگران کا قیام مسجد میں ہی ہوتا تھا۔

اہل دو گیچ آپ کی خدمت میں رہے اور تربیت پائی۔

گیارہویں شریف کا اہتمام:

آپ کے خادم بشیر احمد صاحب کا بیان ہے کہ آپ ہر ماہ باقاعدگی سے گیارہویں شریف کے ختم کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اس بابرکت محفل میں گیارہ، بارہ دیگیں پکا کرتی تھیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کے علاوہ سکھ بھی شرکت کیا کرتے تھے۔ سکھ اصرار کرتے کہ ''باباجی! ہم نے بھی دیگیں پکانی ہیں۔'' آپ فرماتے کہ مسلمان تمہارے ساتھ نہیں کھاتے اس لیے تم لوگ علیحدہ ایک طرف انتظام کرلو۔ چنانچہ گیارہویں شریف پر بعض اوقات ایک طرف مسلمان جبکہ دوسری طرف سکھ دیگیں پکاتے تھے لیکن یاد رہے کہ اس مقصد کے لیے کبھی کسی سے چندہ وصول نہیں کیا جاتا تھا بلکہ لوگ خود بخود اس کارِ خیر میں حصہ لیا کرتے تھے میاں تاج دین صاحب کے بیان کے مطابق حضرت مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے خدام کو حکم دیتے کہ سب سے پہلے دو گیچ شریف والوں کو کھانا کھلاؤ چنانچہ خدام حسب حکم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

سکھوں کو گائے کا گوشت کھلانا:

حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص میاں تاجدین صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ صدر (کینٹ) لاہور سے کچھ سکھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''کہ ہمیں کوئی چیز کھلائیں'' اس پر آپ نے فرمایا: ''میں تو گائے کا گوشت کھاتا ہوں'' سکھوں نے عرض کیا: ''حضور! اگر آپ ہمیں گائے کا گوشت کھلائیں گے تو کھالیں گے۔'' چنانچہ مولوی صاحب نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ صدر بازار سے گائے کا گوشت لے کر آؤ۔ حسب حکم میں گائے کا گوشت لے کر آیا اور پھر پکا کر سکھوں کو کھلایا۔ سکھوں نے گائے کا گوشت کھانے کے دوران کہا: باباجی! ایہہ تے بڑا مزیدار گوشت اے۔'' یاد رہے کہ سکھوں اور ہندوؤں کے نزدیک گائے کا گوشت کھانا مذہبا

ناجائز ہے۔

مقام فنافی الشیخ:

بعض اوقات آپ خیال فرماتے کہ شادی کرلی جائے کیونکہ کھانا پکانے میں بہت دقت محسوس ہوتی تھی لیکن پھر خود ہی فرماتے کہ حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ جانتے ہی ہیں منظور نظر حضرت کرمانوالہ حضرت میاں تاج الدین صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں مسجد کی زمین برائے کاشتکاری تیار کررہا تھا کہ مجھے سونے کی ایک ڈلی ملی، میں نے وہ اٹھا کر مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اس کو حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کریں گے۔ سبحان اللہ۔ فنافی الشیخ کا یہ حال ہے کہ نہ تو میاں تاج دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور نہ ہی مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ملنے والی سونے کی ڈلی کو تصرف میں لانے کا ارادہ کیا۔

دینی طلباء کی تربیت کرنا:

آپ کے ہاں بکثرت قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے لڑکے اور نوجوان حاضر ہوتے تھے۔ آپ سے تعلیم حاصل کرنے والے تمام بچے دوزانو ہوکر سبق یاد کرتے اور باری باری جس کو مولوی صاحب بلاتے وہ چپکے سے اٹھتا اور سبق سنا کر واپس آجاتا۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے فرمایا کہ ''تاج دین! دیکھو یہ بچے کیسے بیٹھے ہیں؟'' پھر خود ہی فرمایا: ''انج لگدا اے جویں نوری فرشتے بیٹھے نیں۔''

دینی طلباء پر شفقت:

میاں تاج دین صاحب بیان فرماتے ہیں کہ بعض اوقات مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''درس بڑے میاں''[1] سے حفاظ کرام کو بلا کر انکی بڑی اچھے طریقے سے دعوت فرماتے

[1] اس مدرسہ کے بانی سید اسماعیل شاہ صاحب عرف بڑے میاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ وہیں ان کا مزار پرانوار آپ کی وصیت کے مطابق کچی قبر کی شکل میں ہے۔

اور واپسی پر ہر حافظ صاحب سے مصافحہ فرماتے اور ایک اٹھنی (پچاس پیسے) بھی عنایت فرماتے اور ساتھ ساتھ فرماتے جاتے کہ "حافظ جی! خوش جانا، ناراض نہ ہونا۔" خیال رہے یہ واقعہ قیامِ پاکستان یعنی ۱۹۴۷ء سے قبل کا ہے۔

جناب بابا محمد یعقوب کمہار کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم کچھ کمہار لڑکے کھانا کھا رہے تھے کہ نوجوان ہونے کی وجہ سے ہم نے کچھ تاخیر سے کام لیا۔ اس پر بابا فضل دین صاحب نے کہا کہ یہ لڑکے کھانا ترک نہیں کرتے۔ مولوی صاحب نے فرمایا: "جنے اینہاں کمہاراں نوں رجا دتا اونہے رب نوں راضی کرلیا" یاد رہے کہ یہ لڑکے بطور طالب علم مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔

جاہ وجلال:

حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص محمد یعقوب صاحب کا بیان ہے کہ آپ کا رعب وجلال اس قدر تھا کہ آپ کی خدمت میں دو، دو، اڑھائی، اڑھائی گھنٹے دو زانو ہو کر بیٹھنے میں گزر جاتے اور پاؤں سن ہو جاتے لیکن اتنی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ پانسہ پلٹ لیں۔

تعلیم قرآن کا انوکھا انداز:

جناب بشیر احمد صاحب اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی مولوی صاحب کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے۔ آپ نے ایک دن والد صاحب سے فرمایا کہ بشیر احمد کو بھیجنا، یہ میرے بچپن کا واقعہ ہے۔ حکم ملنے پر میں حاضر خدمت ہوا، آپ نے کچھ مقدار میں کھجوریں دیں اور فرمایا "چلے جاؤ کل پھر آنا" دوسرے دن میں حاضر ہوا تو آپ نے پھر کچھ کھجوریں دیں اور فرمایا کہ "اب چلے جاؤ کل پھر آنا۔" یہی معاملہ تیسرے دن حاضر ہونے پر فرمایا، اور حکم دیا کہ کل سیپارہ لیکر آنا، تو اس طرح آپ نے مجھے قرآن پاک کی تعلیم دی۔

شیخ کی اولاد کی مولوی صاحب سے بے تکلفی:

راقم الحروف کے استاذِ گرامی حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری المعروف حضرت کرمانوالہ شریف کے دونوں صاحبزادگان حضرت سید محمد علی شاہ صاحب اور حضرت صاحبزادہ سید محمد عثمان علی شاہ صاحب رحمہما اللہ ''مسجد نور'' میں تشریف لائے۔ ایک صاحبزادہ صاحب مولوی صاحب کو ایک طرف سے دھکیل دیتے تو وہ دوسری طرف چلے جاتے اور دوسری طرف سے دوسرے صاحبزادہ دھکیل دیتے تو آپ پہلی طرف آجاتے، یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ اس میں حضرت شاہ صاحب کی اولاد سے مولوی صاحب کی عقیدت بھی عیاں ہے۔

میاں تاج دین صاحب سے اظہار محبت:

حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلوت وجلوت کے ساتھی اور خادم خاص میاں تاج دین صاحب کے صاحبزادے حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے والد صاحب کو حجرے میں کسی کام کے لیے بھیجا۔ والد صاحب حجرے میں داخل ہوئے تو مولوی صاحب نے بچوں کو حکم دیا کہ جاؤ باہر سے دروازے کی کنڈی لگا دو۔ چنانچہ ان بچوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کنڈی لگا دی۔ کچھ دیر بعد پھر بچوں کو بھیجا کہ جاؤ تاج دین صاحب سے پوچھو کہ آیا ہم کنڈی کھول دیں؟ لیکن والد صاحب خاموش رہے۔ بچے واپس جاتے تو مولوی صاحب دریافت کرتے کہ تاج دین صاحب کیا کہتا ہے؟ بچے عرض کرتے: حضور! وہ کسی بات کا جواب نہیں دیتے۔ پھر آپ تشریف لائے، تو کنڈی کھولی اور حجرے کے اندر تشریف لائے۔ کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے پھر ہاتھ پکڑ کر حجرے سے باہر لے آئے۔ حضرت قبلہ مرشدی مفتی

صاحب مدظلہ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ بعض اوقات آپ بچوں کو حکم دیتے کہ جاؤ تاج دین کو پکڑو اور پچھاڑلو، چنانچہ بچے ایسا ہی کرتے، پھر آپ فرماتے کہ چلو اب چھوڑ دو تو بچے چھوڑ دیتے۔

صوفی محمد بشیر کا بیعت کروانا:

صوفی محمد بشیر صاحب نقشبندی ساکن کمہار پورہ (جو پہلے اور قریبی شاگردوں سے ہیں) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ فرمانے لگے کہ ''میں تمہیں حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بیعت کروادونگا۔'' میں نے یہ بات اپنے والد صاحب کو بتائی تو والد صاحب کہنے لگے ''اگر تم بھی شاہ صاحب کے مرید ہو گئے تو شاگرد ہونے کے ناطے اپنے استاد (مولوی چراغ دین رحمۃ اللہ علیہ) کا وہ ادب نہیں کروگے، جواب کرتے ہو کیونکہ تم بھی یہ سمجھوگے ''جس طرح مولوی صاحب شاہ صاحب کا پیروں کی طرح ادب کرتے ہیں اس لحاظ سے شاہ صاحب میرے بھی پیر ہیں، پھر بحیثیت استاد وہ ادب نہیں رہے گا''۔ میں نے یہ بات مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی تو آپ فرمانے لگے ''کہ تمہارے والد صاحب کی سوچ تو بہت اچھی ہے! چلو میں تمہیں شرقپور شریف بیعت کروادوں گا''، لیکن اتنی مہلت ہی نہ ملی کہ چند دن کے بعد آپکا وصال ہو گیا۔

نفل نماز:

صوفی محمد بشیر نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ استاد کا اتنا احترام ہے کہ بندہ نفل نماز پڑھ رہا ہو اور استاد آواز دے تو نفل نماز توڑ کر استاد کی بات سنے۔ اسکے بعد استادِ محترم مولانا عبدالغفور نقشبندی صاحب مدظلہ العالی فرمانے لگے کہ مسئلہ بھی یہی ہے۔ یہی حکم والدین کیلئے بھی ہے۔

مولوی صاحب کی دعا:

استادِ محترم حضرت مولانا محمد عبدالغفور نقشبندی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی تو مولوی صاحب مندرجہ ذیل اشعار نہایت محبت سے پڑھ رہے تھے:

رحمت دا مینہ پا خدایا تے باغ سوکھا کر ہریا   بوٹا آس امید میری دا کردے میوے بھریا

مٹھا میوہ بخش اجیہا قدرت دی گھت شیری   جو کھاوے روگ اس دا جاوے دور ہوئے دلگیری

3۔ کشف و کرامات

مولوی صاحب بحیثیت غوث زماں:

بابا محمد یعقوب صاحب کا بیان ہے کہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضر ہوا اور ایک مجذوب نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا:

''کہاں سے آئے ہو''

میں نے جواب دیا ''کمہار پورہ سے'' ——— پھر مجذوب نے کہا ''ادھر مسجد نور میں ہمارا غوث ہے'' ——— میں نے عرض کیا ''ان کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں۔''

غیر شرعی امور سے نفرت:

راقم الحروف کے استادِ محترم حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ جمعہ کا روز تھا کہ تمام لوگ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد چلے گئے لیکن مجھے آپ نے اجازت نہ فرمائی - مولوی صاحب تلاوت قرآن پاک شروع کرتے وقت مجھے فرمانے لگے کہ جاؤ اندر سے غلیل لے آؤ اور یہ پرندے جو شور مچا رہے ہیں انہیں اڑاؤ۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پرندے اڑانے میں مشغول ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد آپ کے ارشاد فرمانے پر میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ اس دیوار کے پیچھے جو

مال گاڑی کے ڈبے کھڑے ہیں ان کے پیچھے ایک آدمی آرہا ہے اسے کہو کہ وہ ادھر نہ آئے۔ میں دیوار عبور کرنے کے بعد مال گاڑی کے ڈبوں کے نیچے سے ہوتا ہوا اس جگہ پر پہنچا تو واقعی ایک آدمی آرہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ ادھر مت آؤ۔ اس وقت وہ واپس ہو گیا اور میں نے واپس آ کر مولوی صاحب کو بتا دیا کہ اسے کہہ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اب وہ اس دوسرے راستے سے آرہا ہے، دیکھا تو وہ واقعی دوسرے راستے سے آرہا تھا۔ مولوی صاحب نے مجھے قرآن کریم پکڑایا اور اس شخص کے پیچھے دوڑے اور ہاتھ والی کھونٹی بھی اس کے قدموں پر ماری جس سے وہ واپس دوڑ گیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ سٹہ باز تھا، میرے پاس نمبروں کے لیے آیا تھا۔ سبحان اللہ! حضور نبی کریم ﷺ کے غلاموں کے علم کا یہ حال ہے تو خود مخبرِ صادق حضور پُر نور ﷺ کے علم کی کیا حد ہوگی؟

دلوں کے حال سے آگاہی:

محمد شریف ترکھان آف دوبچ شریف بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک لڑکے محمد اسماعیل کا رشتہ کیا۔ جب ہم شادی کا دن مقرر کرنے کیلئے لڑکی والوں کے پاس گئے تو وہ ہم پر برس پڑے کہ تم لوگوں کو کس نے اس مقصد کیلئے بھیجا ہے؟ وہ لوگ اس قدر غصے میں تھے کہ انہوں نے ہمیں تاریخ شادی نہ دی۔ اس طرح ہمیں محروم ہو کر واپس آنا پڑا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ کسی نے ان سے ہمارے خلاف کافی باتیں کی ہیں۔ اس وقت دوسرے لوگ تو گھر واپس چلے گئے لیکن میں نے فیصلہ کیا کہ میں تو کچھ کر کے ہی جاؤں گا۔ چنانچہ میں سیدھا مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب نماز ظہر کا وقت ہوا تو مولوی صاحب نے فرمایا: ''اذان پڑھو''۔ میں نے اذان پڑھی اور مولوی چراغ دین صاحب علیہ الرحمہ نے جماعت کرائی۔ بعد از نماز بیٹھ گئے میں نے دل میں ارادہ کر لیا کہ بات میں نے بھی نہیں کرنی، آپ خود ہی مسئلہ کا حل بتائیں گے۔ اس طرح نماز عصر کا وقت

ہو گیا، آپ نے پھر اذان پڑھنے کا حکم دیا تو میں نے اذان عصر پڑھی اور آپ نے جماعت کرائی۔ نماز سے فراغت کے بعد پھر بیٹھ گئے اور مولوی صاحب نے فرمایا: ''وہ خود چل کر تمہارے پاس آئیں گے اور تمہارے پیر پکڑیں گے۔'' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند دن کے بعد لڑکی والے آئے اور اپنے کیے پر معافی کے خواستگار ہوئے اور کہا: ''کہ ہمیں کسی نے آپ لوگوں کے بارے میں غلط باتیں بتا دی تھیں۔ پس انہوں نے شادی کا دن متعین کر دیا اور واپس چلے گئے۔

صاحب قبر کے حال سے آگاہی:

راقم الحروف کے استادِ گرامی حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ ہمارے گاؤں دوگیچ شریف میں ایک آدمی عبداللہ کمبوہ کو مرگی کی شکایت تھی، جس کے سبب اسے شدید دورہ پڑتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کے ایک دو دن بعد میرے والد گرامی میاں تاج دین صاحب مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے عبداللہ کمبوہ صاحب کی خیریت دریافت فرمائی تو والد گرامی نے جواب دیا کہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں اور ان کی تدفین بھی عمل میں لائی جا چکی ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا: ''تاج دین وہ فوت نہیں ہوا تھا، اسے تو غشی کا دورہ پڑ گیا تھا۔ جب اسے قبر میں ہوش آیا تو وہ قبر میں ٹکریں مار مار کر فوت ہوا''۔ ادھر وہ روزانہ اپنی بیوی کو خواب میں ملتا اور کہتا کہ میں تو زندہ ہوں، مجھے ایسے ہی دفن کر دیا گیا ہے۔ اس کی بیوی نے بہت اصرار کیا کہ اس کی قبر کو کھولا جائے۔ چنانچہ اس کے اہل خانہ نے قبر کھولی تو ایسے ہی خون میں لت پت پایا۔ سبحان اللہ! غلاموں کے علم کا یہ حال ہے تو اس سردارِ انبیاء حضور سرور عالم ﷺ کے علم کا کیا حال ہوگا؟

ولی کامل کا جانور:

حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص جناب محمد یعقوب کا بیان ہے کہ حضرت مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بھینسا تھا جسے کنویں سے پانی نکالنے کیلئے استعمال میں لایا جاتا تھا۔خادم نور محمد صاحب اسے چارہ ڈالتے اور پانی پلاتے تھے۔بشیر احمد صاحب اور محمد یعقوب صاحب نے کہا کہ یہ واقعہ خود حاجی نور محمد صاحب نے ہمیں سنایا کہ ایک مرتبہ میں خواب میں بھینسے کو پانی پلانے لگا تو وہ مجھ سے چھوٹ گیا، میں نے اس کی دم پکڑ لی، بھینسا آگے آگے دوڑا جبکہ میں پیچھے پیچھے دم پکڑے دوڑتا گیا، دیکھتا ہوں کہ میں دُم پکڑے مکہ مکرمہ میں پہنچ گیا ہوں، یہاں طواف وغیرہ کرنے کے بعد بھینسے نے مدینہ منورہ کا رخ کیا، یہاں بھی زیارتیں وغیرہ ہوئیں۔ آئندہ سال اللہ تعالیٰ نے مجھے حج کی سعادت عطا فرمائی تو میں نے دوران حج تمام مقامات ایسے ہی دیکھے جس طرح خواب میں دیکھے تھے۔

مولوی صاحب کو مقام حضوری حاصل ہونا:

مستری محمد شریف صاحب آف دو گیج شریف کا بیان ہے کہ ایک رات میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ ''یا اللہ مجھے ایسا بزرگ ملا جس کو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ کی حضوری ہوتی ہو۔'' جب فجر کی نماز کے وقت میں مسجد میں گیا تو مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہوئے تھے جس سے مجھے آپ کی حضوری کا یقین ہو گیا۔

سائیں حیات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضری:

جنڈیالہ شیر خان ضلع شیخوپورہ میں ایک مجذوب سائیں حیات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے، مستری محمد شریف کا بیان ہے کہ ایک دفعہ خود مولوی صاجب نے مجھ سے بیان فرمایا کہ سرکار شرقپوری حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار مجھے سائیں صاحب کی خدمت میں بھیجا۔جب میں پہنچا تو سائیں صاحب میرے کندھوں پر

دونوں ہاتھوں کو پیار سے مارتے اور فرماتے ''او صوفی دیا پترا کی حال اے۔'' یاد رہے یہاں صوفی سے مراد سرکار حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

متعدد بزرگوں سے فیض:

میاں تاج دین صاحب کا بیان ہے کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سے بزرگوں سے فیض تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے تعداد بھی بتائی تھی لیکن اب مجھے یاد نہیں رہی۔ ان بزرگوں میں مجذوب بھی شامل تھے جن میں ایک سائیں حیات شاہ صاحب آف جنڈیالہ شیر خان ضلع شیخوپورہ بھی ہیں۔

مولوی صاحب کو میاں تاج دین صاحب سے کام:

میاں تاج دین صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میں نے ضلع شیخوپورہ میں کوئی کام جانا ہے آپ نے فرمایا: کہاں کام جانا ہے؟ میں نے عرض کیا موضع بھدروں میں۔ آپ نے فرمایا: کہ میرا بھی ایک کام کرتے آنا کہ جنڈیالہ شیر خان میں سائیں حیات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر جانا میرا اور اپنا سلام عرض کرنا اور فاتحہ خوانی کرنا چنانچہ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور اس گاؤں میں مزید اولیاء کے مزارات پائے۔

گمشدہ لڑکا ملنا:

میاں تاج دین صاحب آف دوگیچ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: ''حضور! دعا فرمائیں میرا لڑکا گم ہو گیا ہے، کوشش بسیار کے باوجود دستیاب نہیں ہو سکا۔'' آپ نے فرمایا: ''تمہارا لڑکا اس وقت منٹگمری (ساہیوال) جیل میں ہے، تم جاؤ گے تو مل جائے گا۔'' وہ شخص تو چلا گیا تو میں نے عرض کیا: ''حضور! وہ کدھر تلاش کرتے پھریں گے، آپ ہی اس لڑکے کو یہیں لا دیتے۔'' اس پر مولوی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''تاج دین!

یہ مقام حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا تھا کہ وہ کلکتہ سے لڑکے کو شرقپور شریف لے آئے تھے، مجھے جتنا اختیار تھا، میں نے بتا دیا۔''

نرینہ اولاد ہونا:

میاں تاج دین صاحب آف دوگیچ شریف کا بیان ہے کہ میں ایک شخص کو لے کر مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو لڑکا عطا فرمائے۔'' آپ نے جواب دیا: ''کہ اللہ کریم اسے لڑکا عطا فرمائے گا۔ اس کا نام غلام مصطفیٰ رکھنا۔'' بہرحال اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے لڑکا عطا فرمایا تو اس کا نام غلام مصطفیٰ رکھا گیا اور اب وہ خود صاحب اولاد ہے۔

مولوی چراغ دین صاحب کے عرس کے موقع پر ایک شخص نے استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کے حضور اپنا ایک واقعہ یوں بیان کیا کہ ایک دفعہ میں مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اولاد نرینہ کے سلسلہ میں دعا کیلئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: جاؤ سامنے بیری سے بیر توڑ لاؤ، وہ شخص تعمیل ارشاد کرتا ہوا بیر توڑ لایا اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ آپ نے فرمایا: جھولی کرو! اس نے اپنے دامن کو پھیلا دیا تو مولوی صاحب نے یکے بعد دیگرے چھ بیر اس کی جھولی میں ڈال دیئے اور فرمایا: ''کہ یہ چھ بیر کھالو اللہ کریم تمہیں چھ لڑکے عطا فرمائے گا۔'' سبحان اللہ اس شخص کے ہاں یکے بعد دیگرے چھ لڑکے پیدا ہوئے۔

میاں تاج دین صاحب آف دوگیچ، لاہور کا بیان ہے کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ: ''تاج دین: رب کریم کولوں کڑیاں منڈے لے کے دینا تے کوئی گل ای نئیں اصل کم ایہہ وے کہ بندے نوں رب تک پہنچا دتا جائے۔''

محمد شریف آف دوگیچ، لاہور کا بیان ہے کہ میں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''حضور! نرینہ اولاد کیلئے دعا فرمائیں۔ آپ نے جواب دیا: اللہ کریم

تمہیں لڑکا عطا فرمائے گا اس کا نام گلزار احمد رکھنا۔" سبحان اللہ! آج بھی اس کی تصدیق کی جا سکتی ہے جو بقید حیات ہے۔

جناب بابا بشیر صاحب کا بیان ہے کہ اللہ دتہ نامی شخص مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضر ہوا اور عرض کیا: "حضور! نرینہ اولاد سے محروم ہوں، بیوی بھی ضعیف ہو چکی ہے آپ دعا فرمائیں۔" آپ نے جوش میں آ کر فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہیں لڑکا عطا فرمائے گا، اس کا نام نور احمد رکھنا۔" اسی طرح کا ایک واقعہ جناب حسن دین سے متعلق ہے کہ ان کی بیوی بھی ضعیف ہو چکی تھی کہ آپ نے فرمایا: "اللہ کریم لڑکا عطا فرمائے گا اور اس کا نام "غوث محمد" رکھنا" چنانچہ ایسا ہی ہوا اور لڑکے کا نام یہی رکھا گیا۔

جناب بابا محمد یعقوب کمہار کا بیان ہے کہ میں نے ایک دفعہ اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ جاؤ مولوی صاحب کو توڑی کا ایک تنگڑ (بھوسے کا ایک گٹھا) دے آؤ، تو بھائی نے کہا میں نے سوچا جو ایک روپیہ ملنا تھا وہ بھی گیا، وہ حسب حکم بھوسے کا تنگڑ لیکر چلا گیا تو جب اس تنگڑ کو الٹا کر فارغ ہوا تو مولوی صاحب تشریف لائے اور دو روپے عنایت فرمائے۔ آپ کا عطا فرمانا ہی تھا کہ اس کی چیخیں نکل گئیں۔ اس نے عرض کیا: "حضور! آپ رکھ لیں، میں نے نہیں لینے" آپ نے پھر فرمایا: "کیوں روتے ہو؟ تمہارے کتنے بچے ہیں؟ اس نے عرض کیا: "حضور! بچہ کوئی نہیں" آپ نے دعا فرمائی اور فرمایا: "جاؤ اللہ کریم تمہیں لڑکا عطا فرمائے گا۔" الحمدللہ! اللہ نے لڑکے سے نوازا۔

سانپ کا محبت کرنا:

میاں تاج دین صاحب آف دوگیچ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شروع شروع میں جب میں کچھ پڑھنے بیٹھتا تو ایک بہت بڑا سانپ میرے پاس آ جاتا جس کی وجہ سے میں بعض اوقات خوفزدہ بھی ہو جاتا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب (حضرت سید اسماعیل شاہ صاحب المعروف حضرت کرمانوالے) کی خدمت میں

حاضر ہوا تو اس سانپ کے بارے میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا: ''مولوی جی! اونہوں کُج نہیں آکھنا اوہ محبت نال آوٗندا اے۔''

سانپوں کا نہ کاٹنا:

صوفی محمد حسین صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی آدمی کو کام کے سلسلے میں بھیجا، رات کا وقت تھا اسے کوئلہ کا ایک بڑا ٹکڑا محسوس ہوا تو اس نے راستے سے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ بہت بڑا سانپ لپٹا ہوا تھا۔ سبحان اللہ! بات درحقیقت یہ ہے کہ آدمی کسی ولی کامل کا بھیجا ہوا تھا۔ صوفی صاحب کا کہنا ہے کہ ادھر بہت سانپ ہوا کرتے تھے لیکن کسی سانپ نے کبھی بھی کسی آدمی کو نہیں ڈسا۔

میاں تاج دین صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ بتایا کہ میں نے خود اپنے ہاتھوں سے تقریباً 360 سانپ مارے ہیں۔

دور سے اعانت کرنا:

راقم الحروف کے استادِ محترم حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہماری بھینس بیاہی گئی تو والد محترم نے مجھے فرمایا کہ مولوی صاحب کی خدمت میں دودھ دے آؤ چنانچہ میں اور میرے چچا زاد بھائی ظہور احمد صاحب دونوں نے تازہ دودھ بڑے ڈول میں ڈالا اور سائیکل پر سوار ہو گئے۔ میں سائیکل چلانے لگا جبکہ ظہور احمد میرے پیچھے ڈول پکڑ کر بیٹھ گئے۔ ریلوے لائن کی پٹری کے ساتھ ساتھ چل دیئے، ایک جگہ پر ریلوے والوں نے پٹری کے ساتھ سے ہی کافی مٹی کھود کر لائن کے ساتھ ڈالی ہوئی تھی جس کی وجہ سے بڑے بڑے خوفناک گڑھے پڑے ہوئے تھے۔ میں سائیکل چلاتا ہوا جب اس مقام پر پہنچا تو یکدم سائیکل لائن کے ساتھ پڑی ہوئی بجری کے سبب پھسل گئی اور ہم ہوا کی طرح ان کھودے ہوئے گڑھوں کی طرف گئے۔ میں نے کہا:

آج خیر نہیں۔ جب ہم نچلی سطح پر پہنچے تو یوں محسوس ہوا کہ کسی طاقت نے ہمیں سہارا دیا ہے، ہماری کیفیت یہ تھی کہ میرے بائیں ہاتھ میں سائیکل کا ہینڈل اور برادرم ظہور احمد کے ہاتھ میں دودھ کا ڈول تھا، نہ تو سائیکل گری اور نہ ہی دودھ۔

ہم نے ایک دوسرے کی خیریت دریافت کی اور دہشت کی وجہ سے کافی فاصلہ پیدل ہی طے کیا اور پھر دوبارہ سائیکل پر سوار ہوئے۔ جب ہم مسجد نور میں پہنچے، سائیکل کھڑی کی اور میں نے وضو کر کے مولوی صاحب کا پتہ کیا کہ آپ اس وقت حجرے میں تشریف فرما تھے۔ چنانچہ میں حجرے میں گیا اور ابھی صرف السلام علیکم ہی عرض کیا تھا کہ آپ نے فرمایا: ''اوستوں سُتوں تے بچے او ناں'' میں نے عرض کیا: حضور! بالکل شکر الحمدللہ! پھر آپ نے فرمایا: ''کملیو! اسیں تے تہاڈیاں راہواں وچ لگے پھرنے آں۔''

چارپائے کا مطیع ہونا:

مرشدی المکرّم حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ مولوی چراغ دین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بھینسا ہوا کرتا تھا جسے میں خود اس کے اوپر بیٹھ کر چرایا کرتا تھا، جب کبھی مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چارہ ختم ہو جاتا تو وہ ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا ہمارے گاؤں دوگیچ میں پہنچ جاتا اور جب کبھی مولوی صاحب کو ادھر کنواں چلانے کیلئے ضرورت پڑتی تو وہ خود بخود واپس پہنچ جاتا۔

سلب مرض:

حضرت مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص جناب بشیر احمد صاحب کا بیان ہے کہ ہری نگر کا بابا فرید، مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''حضور! بہت علاج معالجہ کیا ہے حتیٰ کہ ساری ساری رات پانی میں بھی کھڑا رہا ہوں لیکن میری ران پر گھمیر ٹھیک نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ سامنے کھیت میں سے [illegible] میں ڈھیلا لے کر حاضر ہو گیا۔ پھر فرمایا: ''اس کو کپڑے میں لپیٹ کر بسم

اللہ شریف پڑھ کر گھمیر پر پھیرنا انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔" چنانچہ میں نے حسب ارشاد چند دن تک یہ عمل کیا تو مکمل طور پر شفایاب ہو گیا۔

موت کا علم:

مولوی محمد بشیر صاحب امام مسجد کمہار پورہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مسجد نور کے حجرے میں سویا ہوا تھا کہ ایک آدمی اور اس کا لڑکا مسجد نور میں آئے۔ لڑکے کے باپ نے مجھے جگایا اور کہنے لگا کہ ہم نے مولانا چراغ دین صاحب سے ملاقات کرنی ہے۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ آپکو یہاں آئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تقریباً آج سے 20-25 سال پہلے میں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ بہر حال میں نے اسے بتایا کہ مولوی صاحب کا تو وصال ہو چکا ہے، اور اب وہ سامنے اپنے مرقد میں آرام فرما ہیں۔ میں نے اس شخص سے پوچھا کہ پہلے آپ کس سلسلہ میں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے؟ اس نے کہا کہ میرے اس لڑکے سے بڑا ایک لڑکا تھا جو گھر پر نہیں ٹھہرتا تھا۔ میں اس کو ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوا اور دعا کیلئے عرض کی۔ اس پر آپ نے فرمایا "اس لڑکے پر آپ سختی نہ کریں۔ اس نے آپ کے پاس نہیں رہنا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ تمہیں ایک لڑکا عطا فرمائے گا۔ وہ تمہارے پاس رہے گا"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ لڑکا فوت ہو گیا اور اب میرا لڑکا جو بعد میں پیدا ہوا تھا۔ وہ یہ ہے۔ میں فوج میں ملازم تھا ابھی ریٹائر ہوا ہوں سوچا چلو اب فارغ ہیں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضری دے لیں۔

قبلہ استاذی المکرّم بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے چچا محمد لطیف صاحب ولد میاں علی محمد کافی بیمار ہو گئے تو گھر والوں نے مجھے اور ایک لڑکے کو مولوی صاحب کی خدمت میں پانی والی بوتل دم کروانے کیلئے بھیجا۔ چنانچہ ہم آئے اور مولوی صاحب سے پانی دم کرنے کیلئے عرض کی تو آپ فرمانے لگے "کہ اس نے تو آج فوت ہو جانا ہے تو پانی دم کرنے کا کیا

فائدہ۔'' خیر ہم ویسے ہی گاؤں واپس آ گئے تو دن کے دو اڑھائی بجے اُن کا انتقال ہو گیا۔

حضرت کی چادر کا کمال:

میاں تاج دین صاحب آف دوگیچ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم چند آدمی مولوی صاحب کی معیت میں حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری المعروف حضرت کرمانوالے کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے روانہ ہوئے۔ ہم فیروزپور چھاؤنی اسٹیشن پر اترے تو فیروز شاہ جانے والی گاڑی کا پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ گاڑی صبح روانہ ہوگی۔ اس وقت سخت سردی کا موسم تھا۔ رات ہمیں ریلوے اسٹیشن پر گذارنی پڑی۔ ہم ایک چٹائی پر بیٹھ گئے اور مولوی صاحب نے چادر ہمارے اوپر ڈال دی۔ حیرت کی بات ہے کہ رات بھر ہمیں سردی محسوس ہی نہیں ہوئی۔

آسیب کا عمل:

میاں تاج دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ آسیب کے عامل تھے۔ ایک جن آپکی خدمت پر مامور تھا۔ بعض اوقات آپ فرماتے کہ تاج دین میں چاہتا ہوں کہ تمہیں کچھ بتا دوں۔ میں عرض کرتا حضور کافی وقت ہے، سیکھ لیں گے۔ لیکن آپ سے یہ چیز آپکی زندگی میں حاصل نہ کر سکا۔ کیونکہ ان چیزوں کی طرف کبھی توجہ ہی نہ دی تھی، نیز مولوی صاحب یہ بھی فرماتے کہ ''تاج دین ایہہ عمل کرلویں تے جس جو چوں توں لنگ جائیں گا ایہہ چیزاں او جو چھڈ ھ جان گیاں'' یعنی جس جگہ سے گزر جاؤ گے جنات وہ جگہ چھوڑ جائیں گے۔

جنات پر رعب وجلال:

مستری محمد شریف ساکن دوگیچ لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مہر عبداللہ ساکن دوگیچ نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگے کہ ''عبداللہ تم پیچھے سے تو دو آدمی آتے ہو اور یہاں تم اکیلے

آتے ہو" میں نے عرض کیا کہ نہیں مولوی صاحب میں تو اکیلا ہی آتا ہوں۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ میں تمہیں دوسرا آدمی نا دکھادوں؟ میں نے عرض کی ہاں جی! دکھادیں، مولوی صاحب نے مجھے ایک تعویذ دے دیا اور فرمایا لو جب تم واپس گاؤں جاؤ گے تو وہ تمہیں راستے میں مل جائے گا۔ یاد رکھو کہ وہ بچے یا بوڑھے آدمی کی شکل میں ہوگا۔ خیر میں جب تعویذ لیے واپس گاؤں آرہا تھا تو راستے میں ایک اینٹوں کا بھٹہ تھا۔ تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بچہ اینٹوں کے اوپر بیٹھا ہوا ہے۔ جب میں قریب سے گزرا تو وہ میری طرف بڑا گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مہر عبداللہ کو سخت آسیب کی شکایت تھی۔ یہ جن اس کے ساتھ رہتا تھا لیکن جب مہر عبداللہ مولوی چراغ دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کیلئے آتا تو اس میں اتنی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ آپکی حدود میں داخل ہو سکے۔

جن کا بے موسم پھل پیش کرنا:

میاں محمد بشیر صاحب آف کمہار پورہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب (کرمانوالے) نے مولوی قربان علی کو آپ کی ملاقات کیلئے بھیجا، اس وقت مولوی صاحب اکیلے تھے ابھی میرے بیٹھنے کو تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ایک آدمی تازہ خربوزے چادر میں ڈالے پشت پر رکھے آیا اور خربوزے ہمارے پاس رکھ کر چلا گیا۔ خربوزے اتنے تازہ تھے کہ ابھی ڈھنٹھل سے پانی رِس رہا تھا۔ ہم نے وہ خربوزے کھائے اور بعد ازاں میں نے عرض کیا: "مولوی صاحب! یہ آدمی کون تھا جو اتنی سخت سردی کے موسم میں خربوزے لایا، حالانکہ یہاں خربوزوں کا موسم بالکل نہیں ہے۔" اس پر مولوی صاحب نے جواب دیا: "بعض اوقات یہاں کوئی آدمی نہیں ہوتا تو اس سے کام لے لیتے ہیں، کیونکہ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب نے اس کی ڈیوٹی مسجد کی حفاظت کے لیے لگا رکھی ہے، خربوزے وہ بمبئی کے علاقے سے لایا ہے۔" سبحان اللہ! کس قدر مولوی صاحب نے کسر نفسی سے کام

لیا حالانکہ اب یہ جن خربوزے آپ کے حکم سے لایا تھا- آخر میں مولوی چراغ دین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قربان علی میرے بعد تم اس مسجد میں آؤ گے یہ بات آپ نے وصال سے کئی سال قبل کہی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

دیوار کے پیچھے کا علم ہونا:

مستری محمد شریف صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں، میں مسجد کے حجرے میں موجود تھا کہ آپ نے فرمایا: ''مستری شریف! تم بیٹھو اور میں تھوڑی دیر کے لیے آرام کرلوں۔'' چنانچہ آپ حجرے میں شرقاً غرباً چارپائی پر لیٹ گئے۔ تقریباً دس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ آپ نے مجھے فرمایا: ''مستری صاحب! مسجد کے پیچھے جاؤ وہاں دو عورتیں کھڑی ہیں ان سے دریافت کرو کہ کیا بات ہے؟'' میرے دل نے اسی وقت تصدیق کر دی کہ وہاں یقیناً عورتیں ہیں۔ جب میں مسجد کے پیچھے گیا تو واقعی وہاں دو عورتیں بچہ لیے کھڑی تھیں۔ میں نے ان سے آنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: ''کہ بچہ بیمار ہے ہم نے مولوی صاحب سے بچے کی دوا پوچھنی ہے۔'' مولوی صاحب نے فرمایا: ''کہ انہیں کہہ دو کہ اس بچہ کو چاروں عرق پلاؤ، انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا'' اور میں نے عورتوں کو جا کر بتا دیا۔ سبحان اللہ! اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مولوی صاحب کو صرف دیوار کے پیچھے کا علم ہی نہیں تھا بلکہ ان کو بچے کی بیماری کا بھی علم تھا حالانکہ عورتوں نے آپ کو بچے کی بیماری کے بارے میں بتایا نہیں تھا۔

وعظ میں شیخ سے مطابقت:

میاں تاج دین صاحب کا بیان ہے کہ جب کبھی کوئی آدمی حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ کی اقتدا میں جمعہ ادا کر کے آتا تو آپ اس سے دریافت فرماتے کہ حضرت شاہ صاحب نے جمعہ میں کیا وعظ فرمایا ہے؟ اس شخص کے بتانے پر پتہ چلتا کہ یہی وعظ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد نور میں فرمایا تھا۔

بیر کھانے کی خواہش پوری ہونا:

حضرت میاں تاج دین صاحب ساکن دوگیچ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ یہاں کوئی بیری کا درخت ہوتا کہ ہم بیر کھایا کریں۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف گھنگ شریف تشریف لائے، آپ نے بیر کھا کر اس کی گٹھلی زمین میں دبادی جس سے بیری کا ایک درخت اگا، اس درخت کی کچھ شاخیں مسجد نور پر پڑتی تھیں۔ شیخ محترم حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس بیری کے بیر کھانے کی سعادت حاصل ہے۔ اس بیری کے بیر بہت لذیذ اور مزیدار ہوتے تھے۔ اس طرح کے بیر میں نے آج تک نہیں کھائے۔ یہ بیر مزیدار کیوں نہ ہوتے کہ جس درخت کی خواہش مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہو اور اگانے والے حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف گھنگ شریف ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں بزرگوں کی برکت سے اس درخت کے پھل میں ایسی لذت پیدا کر دی کہ وہ دوسرے درختوں میں کمیاب ونایاب ہے۔

چوری سے تائب ہونا:

صوفی محمد حسین صاحب آف کمہار پورہ کا بیان ہے کہ ایک خان صاحب نے مجھے اپنا واقعہ یوں بیان کیا کہ اکثر اوقات میں ریل گاڑی سے بریکیں اتارتا تھا اور مولوی صاحب مجھے اس سے منع فرمایا کرتے تھے، اس وقت تو میں بریکیں نہ اتارنے کا وعدہ کر لیتا لیکن بعدازاں پھر وہی عمل جاری رکھتا۔ آخر ایک دن مولوی صاحب نے مجھے فرمایا: کہ اگر تو نے آج بریکیں چوری کیں تو تجھے گولی لگ جائے گی۔ آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ میں نے آپ کے سامنے سچی توبہ کر لی۔

بات کا پورا ہونا:

محمد شریف ترکھان (بڑھئی) ساکن دوگیچ بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب سے جب کوئی بات کی جاتی تو کبھی تو اسکا جواب جلدی دے دیتے اور کبھی تھوڑی دیر کے بعد۔ مگر

جو بات فرما دیتے وہ اسی طرح پوری ہو کر رہتی۔

صوفی محمد حسین صاحب جو مولوی صاحب کے شاگرد ہیں اور مولوی صاحب انہیں صغرسنی میں صوفی کہہ کر پکارتے تھے اور وہ اسی نام سے مشہور ہو گئے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے پیرومرشد حاجی شیخ عبدالروٗف لوتھر شہید[1] رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی یا حضرت لوگ مجھے صوفی کہتے ہیں لیکن مجھ میں صوفیوں والا کوئی کسب نہیں۔ آپ نے مراقبہ فرمایا۔ اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے ''جو تمہارے استاد تھے وہ بہت بڑے ولی کامل تھے۔ ان کی زبان سے جو الفاظ نکلے ہیں وہ خطا نہیں جائیں گے اور انشاءاللہ ایک وقت آئے گا کہ تم صوفی بن جاؤ گے۔

قیام پاکستان پر سکھ ملٹری کی نمازیوں پر فائرنگ:

محمد بشیر صاحب، صوفی محمد حسین صاحب اور نور محمد صاحب وغیرہ آف کمہار پورہ بیان کرتے ہیں کہ جب پاکستان بنا تو سکھ ملٹری ٹرین میں سوار ہو کر آئی۔ جمعہ کا دن تھا۔ نماز جمعہ کیلئے جب مسلمانوں نے نماز کی نیت باندھی تو سکھ ملٹری نے فائرنگ شروع کر دی۔ فائرنگ اتنی شدید تھی کہ بعد میں لڑکوں نے جھولیاں بھر بھر کر خول اکٹھے کیے۔ لیکن اس قدر ہجوم میں صرف تین چار آدمی شہید ہوئے۔ اور اکثر آدمیوں کو گولیاں اس طرح لگیں جیسے کوئی پتھر کا چھوٹا ٹکڑا لگ کر گر پڑتا ہے اور چھوٹا سا نشان پڑ جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ خاص کے صدقے کرم خاص فرمایا کہ شدید فائرنگ کے باوجود تین چار آدمی شہید ہوئے۔

سادھو سنگھ کا کلمہ شریف پڑھنا اور سکھوں کا بھاگنا:

صوفی محمد بشیر صاحب آف کمہار پورہ بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک سکھ سادھو سنگھ وضو کیلئے ٹوٹیوں میں پانی بھرتا تھا۔ خاص کر جمعہ کے

1۔ یاد رہے کہ حاجی شیخ عبدالروٗف لوتھر شہید رحمۃ اللہ علیہ خود ایک ولی کامل گزرے ہیں۔ تقریباً 52 کتابیں لکھی ہیں۔ انہوں نے آخری کتاب ''نور اللہ محبوب اللہ'' کے نام سے تحریر فرمائی۔

دن جب تک جمعہ ختم نہ ہو جاتا وہ پانی بھرتا رہتا۔ بعض اوقات ہمارے ساتھ نماز پڑھ لیتا اور روٹی بھی کھالیتا۔ ایک دن مولوی صاحب سے عرض کرنے لگا" کہ بابا جی تین سکھ آئے تھے انہوں نے مجھے کہا ہم نے سنا ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے۔ میں نے کلمہ شریف پڑھ کر قدم ابھی سیڑھی سے نیچے رکھا ہی تھا کہ وہ بھاگ گئے۔" اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ وہ دس بھی ہوتے تو بھاگ جاتے۔

بچھڑے کی برکت:

خادم محمد یعقوب کمہار بیان کرتے ہیں کہ مصطفٰے آباد (دھرم پورہ) کا ایک گجر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی حضرت دعا فرمائیں میرے مویشی مرتے رہتے ہیں۔ آپ کے پاس اس وقت ایک بچھڑا تھا۔ آپ نے اس گجر کو اشارہ کیا کہ اس بچھڑے کو اپنے مال (مویشیوں) میں لے جا کر باندھ دو۔ انشاء اللہ تمہارے مویشی ہلاک نہیں ہوں گے۔ بس جب سے اس نے بچھڑا باندھا اس کے مویشی ہلاک ہونے سے بچ گئے۔

دین اور دنیا دونوں سنور جانا:

محمد یعقوب صاحب خود اپنا واقعہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولوی صاحب نے فرمایا کہ شرقپور شریف (عرس شریف میں) جانا ہے۔ میں نے عرض کی حضور ضرور اور ساتھ ہی یہ بھی خیال کیا کہ آج کی ڈیڑھ روپیہ (11/2) کی مزدوری گئی۔ خیر ہم شرقپور شریف پہنچے اور حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ہمیں رات رکھا اور اگلے دن اجازت فرمائی۔ جب واپس مسجد نور میں پہنچے تو میں نے اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے دو روپے عنایت فرمائے۔ یعقوب صاحب کا بیان ہے کہ آپ کا ہم پر بہت کرم تھا۔ مولوی صاحب نے ہمارے دین اور دنیا سنوار دیئے ہیں۔

بخار سے نجات:

صوفی محمد حسین آف کمہار پورہ بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب ایک دفعہ کسی

جگہ تشریف لے گئے اور مجھے فرمایا تم ادھر ہی سو جانا۔ میں اس وقت بچہ تھا خیر میں رات کو ادھر ہی سو گیا تو ساتھ ہی مجھے شدید بخار ہو گیا۔ صبح ہوئی مولوی صاحب تشریف لائے تو میں ابھی بخار میں ہی مبتلا تھا۔ آپ نے فرمایا لو میں تمہیں ایک نقش دیتا ہوں اسے پہن لو۔ تمہیں بخار نہیں چڑھے گا۔ اس دن سے لے کر آج تک مجھے پتہ ہی نہیں کہ بخار کیا ہوتا ہے؟ حالانکہ وہ تعویذ بھی گم ہو گیا ہے۔ صوفی محمد حسین بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری طبیعت ناساز تھی۔ میں ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا وہ کبھی ادھر تھرمامیٹر لگاتے اور کبھی ادھر، اور پھر حیران ہو کر کہنے لگے کہ تھرمامیٹر تو کوئی ٹمپریچر (درجہ حرارت) ظاہر نہیں کر رہا پتہ نہیں کیا بات ہے؟ میں نے کہا ڈاکٹر صاحب مجھے ایک ولی اللہ نے فرمایا تھا کہ جاؤ تمہیں کبھی بخار نہیں چڑھے گا! لہٰذا تمہارا تھرمامیٹر بے بس ہے۔

ناپختہ اعتقاد والے کو بیعت کرنے سے احتراز:

قبلہ استاد مفتی عبدالغفور مدظلہ العالی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مسجد نور میں عرس کے موقع پر بیان کیا کہ ایک شخص نے آپکو بیعت کیلئے عرض کی۔ آپ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا "اے تے ٹِل مِل یقین اے" یعنی اس کا یقین کمزور ہے۔ پھر ایک دفعہ وہ شخص تین ساتھیوں کے ساتھ میاں صاحب آف گھنگ شریف حاضر ہوا، اور بیعت کیلئے عرض کی آپ نے تین آدمیوں کو تو بیعت کر لیا اور چوتھا جس کو مولوی صاحب نے بیعت نہیں فرمایا تھا آپ نے بھی نہ فرمایا اور آپ نے بھی یہی فرمایا "اے ٹِل مِل یقین اے" یعنی اعتقاد پختہ نہیں۔

مولوی صاحب کے علمِ غیب کا امتحان اور انجام:

بابا محمد یعقوب کمہار بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیر محمد نمبردار آپکے پاس آیا اور ہاتھ میں کچا آم (امبی) دبائے ہوئے تھا کہنے لگا کہ "بڑے ولی بنے پھرتے ہو۔ اگر تم ولی ہو تو بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے"۔ آپ نے خاموشی اختیار کی۔ اس نے پھر یہی الفاظ

دہرائے۔ آپ جوش میں آ گئے اور فرمایا: ''جا ایہنوں لون مرچ لا کے کھالئیں'' اس وقت تو وہ چلا گیا اور کئی دن درد اور تکلیف میں مبتلا رہا۔ پھر ایک روز مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا یا حضرت معاف کر دیں غلطی ہو گئی۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''نمبردار! کسے درویش دا لنگ نہیں لائی دا'' یعنی کسی درویش کا امتحان نہیں لیتے۔

ختم گیارہویں شریف پر گھی کی کمی:

بابا محمد یعقوب کمہار بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ گیارہویں شریف کے موقع پر تمام چیزیں پوری تھیں لیکن دو دیگوں کا گھی کم تھا۔ میں ایک دن پہلے حجرے میں مولوی صاحب کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی حضرت دو دیگوں کا گھی کم ہے۔ میرا یہ کہنا ہی تھا کہ آپ جلال میں آ گئے اور فرمانے لگے ''میری ماں دا ختم اے، جنہاں دا ختم اے، خود ای انتظام کر لین گے۔'' اگلے روز سورج طلوع ہوتے ہی صدر، لاہور کا ایک شیخ پانچ سیر (کلو) گھی لے آیا۔

رعب وجلال:

مستری محمد شریف آف دو گیچ نے بیان کیا کہ آپکے رعب وجلال کا یہ عالم تھا کہ جب میں آپکی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوتا تو راستے میں کسی غلط جگہ پر نگاہ کرنے کی جرأت نہ کرتا کہ حاضر ہونے پر مولوی صاحب فرمائیں گے کہ تجھے شرم نہ آئی کہ ہمارے پاس آتے ہوئے بھی دل اور نگاہ کو بچا کر نہیں رکھتے۔

انگریز افسر کا رویہ:

محمد نور صاحب آف کمہار پورہ بیان کرتے ہیں کہ میں پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے ایک انگریز افسر کا اردلی تھا۔ اس کی میرے ساتھ کوئی موافقت نہ بنتی تھی۔ جس کی وجہ سے مجھے بہت پریشانی ہوتی تھی۔ چنانچہ میں مولوی صاحب کی خدمت

میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ سنایا۔ تو مولوی صاحب مجھے فرمانے لگے کہ تم اس کے سامنے ڈٹ کے رہو، ٹھیک ہو جائے گا۔ خیر میں نے آپکے کہنے پر عمل کیا تو وہ انگریز افسر میرے ساتھ بالکل صحیح طریقے سے پیش آنے لگا۔ یہاں تک کہ سپیشل ترقیاں دلوائیں اور خاص ٹریننگ کیلئے بھی بھیجا۔

ریلوے میں ملازمت:

آپکے خادم محمد یعقوب کمہار بیان کرتے ہیں کہ ایک پناہ گیر جو ترکھان (بڑھئی) تھا آپکی خدمت میں ایک کنڈی لے کر آیا۔ آپ نے وہ قبول فرمالی اور فرمایا کہ کیا کام کرتے ہو۔ اس نے عرض کی حضور فارغ ہوں۔ کئی روز سے ریلوے میں ملازمت کیلئے جا رہا ہوں لیکن بھرتی نہیں ہو رہا، اس پر آپ نے فرمایا کل تم جانا وہ تمہیں بھرتی کر لیں گے۔ میں آپکے حکم کے مطابق گیا اور بھرتی ہو گیا۔ چند دنوں کے بعد دوبارہ پھر حاضر ہوا تو عرض کی حضور بھرتی تو ہو گیا ہوں لیکن اب نمبر نہیں مل رہا۔ آپ نے فرمایا: کہ بدھ کے روز ادھر جانا وہ تمہیں نمبر دے دیں گے چنانچہ بدھ کو میں گیا اور نمبر مل گیا۔

ٹھیکیدار کا فرار:

میاں تاج دین اور مستری محمد شریف آف دوگیچ بیان کرتے ہیں کہ اس موضع کی زمین ایک ہندو راجہ کی ملکیت تھی۔ اس کے وارثوں نے اس کو ٹھیکے پر دے دیا۔ وہ ٹھیکیدار اس سلسلہ میں ایک بار دوگیچ بھی آیا، ہمیں جب اس چیز کا پتہ چلا تو مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا "ہُن نئی آوندا" اس کے بعد واقعی اس ٹھیکیدار کا پتہ ہی نہیں چل سکا کہ وہ کدھر چلا گیا۔

مسجد نور کے کتبوں کی صفائی:

مولوی صاحب کے سفر و حضر کے ساتھی میاں تاج دین آف دوگیچ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو خواب میں مولوی صاحب فرمانے لگے کہ "مسجد میں کتبوں پر

گردوغبار پڑا ہوا ہے۔تم میرے کندھوں پر چڑھو اور گرد کو صاف کرو''۔میں نے عرض کی، ''یا حضرت! آپ میرے کندھوں پر چڑھیں''۔چنانچہ میں نیچے بیٹھا اور مولوی صاحب میرے کندھوں پر سوار ہو گئے۔میں نے اٹھنا چاہا لیکن اٹھ نہ سکا۔پھر میں نے کلمہ شریف پڑھا تو اٹھنے میں کامیاب ہو گیا۔اگلے روز میں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگے: ''تاج دین رات والا خواب سناؤ۔''میں نے سنایا تو آپ نے فرمایا: ''تاج دین تو نے میرا بوجھ اٹھالیا''،تو میں نے عرض کی: ''یا حضرت میں نے کلمہ شریف کی برکت سے آپکو اٹھالیا۔''پھر آپ نے فرمایا: ''بیلیو تاج دین نے مینوں چک ای لیا''۔

تصرف بعد از وصال:

میاں تاج دین صاحب آف دوگیچ کا بیان ہے کہ محمد لطیف آف دوگیچ نے اپنا واقعہ یوں بیان کیا کہ میری لڑکی بچپن میں شدید بیمار ہو گئی، یہاں تک کہ ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا۔میں اپنی بچی لے کر حضرت مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر حاضر ہوا۔بچی کو ایک طرف لٹا دیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور! آپ کے مزار پُرانوار پر دعا مانگی جب میں فارغ ہو کر واپس آیا تو بچی کو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت مکمل طور پر شفا عطا فرما دی،اور اس کے بعد سے اس مرض سے تاحیات چھٹکارا مل گیا۔

4۔ وصال

میاں تاج دین صاحب آف دوگیچ کا بیان ہے کہ اپنے وصال کے سال مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''حضور! رمضان المبارک قریب آرہا ہے کسی حافظ کا انتظام فرمائیں۔'' اس پر حضرت شاہ صاحب نے جواباً فرمایا: ''کہ مولوی جی! تسیں ہن اپنا بندوبست کرو'' واپس آکر مولوی صاحب بہت روئے اس طرح تیسرے روز آپ کا وصال ہوگیا۔

میاں تاج دین بیان کرتے ہیں کہ وصال سے کچھ دیر پہلے مولوی صاحب کبھی اذان دینا شروع کر دیتے اور کبھی پوچھتے کہ کیا نماز ہوگئی ہے؟ کبھی فرماتے کہ ''اے بندے یہی وقت ہے اگر تو بفضل الٰہی سنبھال لے۔''

وصال:

آپ کا وصال 1950ء میں تین رمضان المبارک بوقت نماز عشاء ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ O

مزار پُر انوار:

میاں تاج دین صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے فرمایا: تاج دین! ایک دن تو جانا ہی ہے، میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس جگہ دفن کیا جائے جہاں حضرت سید اسماعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''مسجد نور'' میں تشریف لانے پر پیشاب فرماتے تھے لیکن میاں تاج دین صاحب کا کہنا ہے کہ جب میں مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر سن کر آیا تو اس وقت تک دوسرے مقام پر قبر تیار ہو چکی تھی جہاں ان کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ آپ کے وصال کی

خبر آناً فاناً علاقہ بھر میں پھیل گئی تھی۔ آپ کے خدام اور عقیدت مندوں نے باہمی معاونت سے غسل دیا۔ کفن پہنایا اور نماز جنازہ پڑھی۔ بعدازاں مرکزِ فیوض و برکات ''جامع مسجد نور'' سے متصلاً دفن کر دیا۔

◇◇◇